اس کی تعیین و تکمیل کے لیے مناسب ہے کہ وہ موجودہ کمیٹی کو توڑ کر ایسے ممبروں کا انتخاب بہتر کریں اور ان ممبروں کے دو پارٹ (یا حصے) بنا دیں ایک پارٹ ماہرین انگریزی دان کا ہو جو کتب علوم مغربی سے اصول مخالف اسلام کا استخراج کریں۔ دوسرا پارٹ علمائے معقول و منقول ماہرین فروع و اصول اسلام کا جو اصول مخالف اسلام کا عقلی جواب دے سکیں۔ ان اصول کو اصول اسلام کے مطابق و موافق کریں یا (نہ ہو سکے تو) ان کو بدلائل عقلیہ رد کر دیں۔

ان انتخاب کے وقت اور آیندہ کے لیے ہمیشہ وہ اس شعر کو پیش نظر رکھ لیا کریں۔

اذا کان الغراب دلیل قوم — سیہدیہم طریق الہالکینا

اخیر میں ہم اپنے نوجوان بچے کے حق میں جناب باری میں یہ دعا کرتے ہیں کہ خدا ان کی ہمت اور عزم میں برکت دے اور ان سے دین کا کام لے۔ آمین ثم آمین۔

شوہر اور والد
کے حقوق میں موازنہ

ایک معتقد دیس نے اپنی دختر نیک اختر کا

نکاح ایک شخص کے ساتھ اس شرط سے کر دیا کہ وہ
خانہ داماد ہی کی رسم کے مطابق اسی کے گھر میں اوقات
عمری بسر کرے۔ اور اپنی زوجہ کو دوسری جگہ
منتقل نہ کرے۔ اس شخص (شوہر) سے اس شرط کا
ایفا نہیں ہو سکتا وہ اپنی سسرال سے علیحدہ رہتا ہے۔
اور اپنی زوجہ کو اسی جگہ رکھنا چاہتا ہے۔
اس کی زوجہ کو اس شرط کو پورا کرنے پر اصرار نہیں ہے
اور وہ شوہر کے پاس جہاں وہ چاہے جا کر رہنے پر راضی ہے
مگر اس کا والد اس کو شوہر کے پاس جا کر رہنے کی اجازت نہیں
دیتا۔ اس سے ایک یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ درصورت
مذکورہ بالا زوجہ پر شوہر کی اطاعت لازم ہے۔ اور
بلا اجازت والد شوہر کے پاس چلا جانا ضروری ہے یا اپنے
والد کی اطاعت فرض ہے۔ اور بلا اجازت والد کے شوہر کے پاس
جا رہنا ناجائز و معصیت ہے
لڑکی کے والد اور اسکے ناصح خواہوں نے اس ایک سوال
کو چند سوالات بنا کر بہت سے علماء وقت سے مختلف ازمنہ
میں سے استفتا کیا۔ جسکے جواب میں جو کچھ کسی کے
خیال میں آیا اس کے موافق انہوں نے فتوے دیا۔ کسی نے والد کی اطاعت
کو لڑکی پر واجب ٹھہرا کر اس کو شوہر کے پاس جانے سے
روکا۔ کسی نے شوہر کی اطاعت واجب بتا کر اس کا شوہر کے پاس
بلا اجازت والد چلا جانا جائز یا واجب ٹھہرایا۔

اسی مسئلہ مین خاکسار سے ان سوالات کے متعلق استفتا کیا گیا پس جو کچھ فکر ناقص نے
آمادہ قلمبند کر کے مستفتی کے پاس بہیجا گیا مگر حضرت مستفتی نے جو اشاعت السنہ کے ایک معاون
ہین عرصہ تقریبًا ایک سال سے اس امر کا تقاضا جاری رکہا کہ ان علماء کے جوابات کو ہم اشاعۃ السنہ
مین درج کر کے انپر مناسب ریمارک کرین اور جو امر ان جوابات مین ہمارے جواب کے مخالف ہو اسکی توجیہ کرین یا اسکا جواب دین
یہہ امر ہمپر شاق گذرا اسوجہ سے ہمنے اسکو اس عرصہ تک ٹالا آخر انہون نے ہمکو اس سوال کی اجابت سے معذور نہ سمجہا
اور معاف نہ کیا تو ہمنے ان جوابات کو نقل و توجیہ کا ارادہ کیا پس پہلے اس مقام مین اپنے فتوی کو نقل کرتے ہین
اسکے بعد دوسرے علماء کے فتاوی کو نقل کیا جاویگا اسکے بعد ان فتاوی پر مناسب ریمارک
کیا جاویگا انشاء اللہ تعالے۔

کیا فرماتے ہین علماء دین جواب مین سوالات مفصلہ ذیل کے۔

سوال اوّل

اطاعت والدین کی بیٹا یا بیٹی شوہر دار ہو یا غیر شوہر دار دونو پر برابر بلا فرق
فرض ہے یا واجب یا مستحب۔

سوال دوم

بیٹیون پر بعد شوہر دار ہو جانے اونکے کے فرضیت اطاعت والدین کی
انکے شوہر کے سبب فرضیت اطاعت شوہر اونکے کے بالکل ساقط ہو جاتی ہے یا بعض
باقی رہتی ہے اور بعض ساقط۔ صورت مسئلہ کی کیا ہو گی اسکو بتفصیل مع دلائل
بیان فرمانا۔

سوال سوم

درصورت فرضیت اطاعت والدین اور اطاعت زوج عورت پر دونو کی اطاعت
برابر ہے یا کم و بیش اور باپ اور شوہر کے رتبہ مین کیا تفاوت ہے اور اعلے
درجہ کس کا ہے۔

سوال چہارم

عاق کرنا والدین کا بیٹا اور بیٹی دونو پر موثر ہے یا صرف بیٹا ہی پر اور عاق کرنے کا اسپر جو عاق کیا گیا کیا اثر ہوتا ہے۔

سوال پنجم

مثلاً زید اپنی زوجہ مسماۃ ہندہ کو ایک امر جائز کی تعمیل پر جابرانہ حکم اسطور پر کرتا ہے کہ اگر تو میرے حکم کی تعمیل نکریگی تو بسبب اسکے کہ یہہ عدول حکمی تیرے باعث ایذا و تکلیف میرے دل کی ہوگی میں تجھکو طلاق دیدونگا۔ اور باپ مسماۃ مذکورہ کا تعمیل حکم شوہر سے اس طور پر روکتا اور منع کرتا ہو کہ اگر تو اپنے شوہر کے حکم کی تعمیل کریگی تو بسبب اس تیرے عقوق کے کہ موجب ایذا و تکلیف میرے دل کی ہوگا میں تجھسے نہایت ناراض ہونگا اور قیامت میں بیزار و متنفر ہونگا یا اسکا عکس یعنے باپ بطور مذکور حکم کرتا ہو اور شوہر بطور مسطورہ مانع ہوتا ہو تو اس صورت میں عورت کو عقوق باپ اختیار کرنا ہوگا یا طلاق شوہر اختیار کرنا ہوگا۔

سوال ششم

بعد نکاح کردینے دختر کے باپ چاہتا ہے کہ لڑکی ہمارے گھر میں رہے اور شوہر چاہتا ہے کہ ہمارے گھر اور باپ کسیطرح محتاج اسکے خدمت لینے کا نہیں ہے اور باپنے ایجاب نسبت میں قبل نکاح کے داماد سے یہہ شرط بھی کرالیا تہا کہ دختر ہمارے گھر میں رہیگی اور تمکو بھی یہیں رہنا ہوگا۔ تو اس صورت میں عورت کو باطاعت والدین والدین کے گھر میں رہنا چاہیے یا باطاعت شوہر شوہر کے مکان میں اور یہہ شرط مذکورہ باپ کا اس عورت کے شوہر کے ساتھ صحیح ہے یا نہیں۔

نقل فتوے خاکسار

الجواب جملہ سوالات میں جواب تنقیح طلب ایک ہی امر ہے کہ عورت کو شوہر کے پاس

حاضر ہو جانا جہاں وہ چاہتا ہے ضروری ہے۔ یا باپ کے حکم سے اسکے گھر میں رہنا۔ اور اسکے حکم عدولی سے وہ گناہگار ہو سکتی ہے؟

اسکا جواب یہ ہے کہ شوہر کے پاس حاضر ہو جانا ضروری ہے نہ باپ کے حکم سے اسکے گھر میں رہنا اور شوہر ہی کی حکم عدولی سے وہ گناہگار ہوتی ہے اس امر میں وہ باپ کی نافرمانی سے عاق نہیں ہوتی۔

اسپر دلیل جسمیں شک و اختلاف کی گنجایش نہیں یہ ہے کہ حاضر باشی میں باپ کی اطاعت مطلق فرض نہیں ہے بلکہ اس شرط و قید کے ساتھ ہے کہ اس حاضر باشی میں خدا کا گناہ نہو جسپر دلیل یہ حدیث نبوی ہے۔ لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق رواہ محی السنة فی شرح السنة۔

اور اسی کی طرف آیت قرآنی مشعر ہے وصاحبهما فی الدنیا معروفا (ای علی وجه یعرف شرعا ولا ینکر)

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں "بالوالدین احسانا یعنی پدر و مادر را احسان کردن عظیم کہ جامع انواع آن باشد و آن سہ نوع است (اول) آنکہ ترک ایذا قولاً و فعلاً۔ (دوم) خدمت ایشان ببدن و مال۔ (سوم) حاضر بودن در وقتیکہ استدعا حضور نمایند۔ اول نوع واجب مطلق است لہذا در ترک آن عقوق شنیع لازم مے آید و نوع دوم مشروط است باحتیاج آنہا و قدرت این کس پس اگر آنہا محتاج نباشند یا اینکس قدرت ندارد واجب نیست۔ و نوع سوم نیز مشروط است بآنکہ در حضور مفسدہ شرعی متحقق نگردد ورنہ الا واجب نیست واگر والدین یا یکے از ایشان بفرمایند کہ نوافل طاعات را بگذارد و پیش ما حاضر باش امتثال ایشان نمودن مقدم است و اگر فرمایند کہ واجبات را ترک کن یا برائے حج فرض مرو قبول نکند و اگر سنن بگذارد مثل جماعت و روزہ عرفہ را ترک بکنانند اصح است کہ اگر یک دو بار ترک بکنانند اطاعت اینہا

نمایند و اگر مستاو کنند باین ترک حکم شان را قبول نکنند"

اور شوہر کی اطاعت حاضر باشی میں بغرض حاجت روائی شوہر مطلق فرض ہے
اس میں نہ اجازت والدین کی قید ہے اور نہ کوئی شرط بالخصوص صریحہ ہے اس اطلاق کی
ثبت ہیں ازانجملہ یہ حدیث اذا دعا الرجل امرأته الی فراشه فابت ان تجیء فبات
غضبان لعنتها الملائکة حتی تصبح متفق علیه وفی روایة لهما قال والذی
نفسی بیده ما من رجل یدعو امرأته الی فراشه فتابی علیه الا کان الذی
فی السماء ساخطا حتی یرضی عنها مشکوٰۃ (ص ۲۸۰) وازانجملہ یہ حدیث اذا
دعا الرجل زوجته لحاجته فلتأته وان کانت علی التنور رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ص ۲۸۱)
وازانجملہ یہ حدیث ای النساء خیر قال التی تسره اذا نظر وتطیعه اذا
امر ولا تخالفه فی نفسها ومالها بما یکره رواہ النسائی (مشکوٰۃ ص ۲۸۳)
اور کسی حدیث صحیح یا ضعیف میں یہ قید لگائی نہیں گئی کہ عورت کا یہ فرض
حاضر باشی بغرض حاجت روائی شوہر اجازت باپ کی قید سے مقید ہے
باپ نے نکاح کر دیا تو ملک بضع کا مالک شوہر کو بنا دیا۔ اس میں سے بھی
اس کا تملک و اختیار باقی نہیں رہا تو جب شوہر کی اطاعت حاضر باشی بالقید
فرض ہوئی اور اس حکم خاص میں اس کی نافرمانی معصیت ٹھہری تو اس سے
صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس امر میں باپ کی اطاعت فرض نہیں ہے
بلکہ معصیت ہے۔ لہذا اس اطاعت کے ترک سے عورت باپ
کی عاق نہیں ہو سکتی۔ شوہر کی اطاعت نہ کرنے سے خدا سے عاق
و نافرمان و ملعون بنتی ہے۔

اس جواب میں جملہ سوالات کے جوابات ادا ہو گئے تاہم تسکین
سائل کی غرض سے ان سوالات کے جوابات دو حرفی علیحدہ علیحدہ دیئے جاتے ہیں

جن کے دلائل جوابات مذکورہ سے مستنبط ہو سکتے ہین جواب سوال اول - فرق جو جواب سوال دوم
سے ظاہر ہوتا ہے -

ج - س - دوم - حاضر باشی مین اطاعت شوہر کی رضا سے مشروط ہو جاتی ہے -
شوہر اجازت نہ دیوے تو ساقط -

ج - س - سوم - شوہر کی اطاعت حکم حاضر باشی باپ کی اطاعت سے مقدم ہے

ج - س - چہارم - عاق کرنا والدین کا فعل نہین ہے اور جو مشہور ہے کہ باپ
نے بیٹے کو عاق کر دیا محض لغو اور جاہلانہ بات ہے - عاق ہونا اولاد
کا فعل ہے - یعنی امر حق مین والدین کی اطاعت نکرنا اسمین بیٹا
بیٹی دونو برابر ہین اور جس امر مین بیٹا یا بیٹی پر اطاعت والدین
فرض نہین ہے (جیسے شوہر کے پاس نجانے کا حکم) اس مین
نافرمانی سے شرعاً عقوق ثابت نہین ہوتا -

ج - س - پنجم - عورت اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور باپ کے عقوق سے نہ ڈرے
وہ اس حکم عدولی سے عاق نہین ہو سکتی -

ج - س - ششم - عورت اپنے شوہر کے گھر مین رہے - باپ کی اطاعت نکرے
گو شوہر کو لازم کہ وہ اپنی شرط کا ایفا کرے - اگر وہ ایفا نکرے گا تو
وہ گنہگار ہوگا - عورت کو نہین پہنچتا کہ وہ خاوند کی گنہگاری اور وعدہ
خلافی کے بدلے اسکی نافرمانی کرے - اور اسکے گھر مین نجائے -
ہان عورت نکاح کے وقت شوہر سے شرط کر چکی ہو کہ مین اپنے
باپ کے گھر رہونگی شوہر کے گھر نجاؤنگی تو اب اسکو اختیار ہے کہ خاوند
کے نہ جاوے باپ کے گھر مین اسکی ضرورت پوری کرنیکو حاضر رہے
مگر یہ امر شافعی اور حنبلی مذہب کے رو سے جائز ہے جو ایسی شرط کو جائز

رکھتے ہین حنفی مذہب مین یہہ شرط لغو ہے اسکا ایفا شوہر کے ذمہ لازم نہین آتا۔ لہذا حنفی مذہب مین ایسی شرط پر بہی عورت شوہر کے گہر جانے سے انکار نہین کرسکتی۔ اس کی تفصیل ہمارے رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۸ جلد ۱۰ وغیرہ مین ہے۔

نمقہ ابو سعید محمد حسین لاہوری۔
مولف اشاعۃ السنۃ

نمبر ۳ نقل جواب

استفتاء معلومہ از علماء دہلی

جواب سوال اول۔ واضح ہو کہ اولاد پر والدین کی اطاعت فرض نہین ہے اطاعت والدین کی فرض ہونے پر کوئی دلیل نہین نہ کوئی حدیث نہ کوئی آیت ہان اولاد پر احسان وسلوک والدین کے ساتھ البتہ فرض ہے اور اس بارے مین بہت سی آیتین اور حدیثین آئی ہین اللہ تعالے فرماتا ہے وقضی ربك الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اور دوسری جگہہ فرمایا ہے واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لاتعبدون الا اللہ وبالوالدین احسانا اور حدیث شریف مین آیا ہے قال قلت یارسول اللہ من ابر قال امك قلت ثم من قال امك قلت ثم من قال اباك اور دوسری حدیث مین آیا ہے رضا الرب فی رضا الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد رواہا الترمذی اور سوا انکے اور آیتین اور حدیثین آئی ہین جہان سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ اولاد پر احسان وسلوک وصلہ رحمی اور رضا جوئی والدین کے ساتھ فرض ہے نہ کہ اولاد پر اطاعت والدین فرض ہے۔ اور جسطرح احسان وسلوک

فرض ہے ایسے ہی والدین کو ستانا اور تخفیف دینا اور قطع رحمی حرام و اکبر الکبائر سے ہے اور اسی کو شرع میں عقوق کہتے ہیں۔ اور جو عاق کرنا والدین کا اولاد کو مشہور ہے اسکے کوئی معنے نہیں کیونکہ عقوق تو فعل اولاد کا ہے نہ والدین کا تو والدین کا عاق کرنا کوئی چیز نہیں ہے اور عقوق کے حرام ہونے اور اکبر الکبائر ہونے میں بہت حدیثیں آئی ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انبئکم باکبر الکبائر قالوا بلی یا رسول اللہ قال الاشراك باللہ وعقوق الوالدین الحدیث پس اولاد پر احسان و سلوک فرض ہے خواہ ذکور ہوں خواہ اناث خواہ شوہر دار ہوں خواہ غیر شوہر دار بلا تفاوت اور ایسے ہی عقوق بھی حرام ہے۔ اور البتہ زوجہ پر اطاعت زوج فرض ہے عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو کنت امر احدا ان یسجد لاحد لامرت المراۃ ان تسجد لزوجھا رواہ الترمذی۔ اور سوا اسکے اور حدیثیں آئی ہیں کہ جن سے فرضیت ثابت ہوتی ہے پس زوجہ پر اطاعت شوہر اور اطاعت باپ فرض ہیں تو در صورت حکم کرنے دونوں کے کسی امر کو تعمیل حکم شوہر مقدم اور ضروری ہے۔ فقط

اور اسی جواب سوال اول سے جواب سوال دوم و سوم و چہارم و پنجم کا بخوبی ظاہر ہو گیا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

جواب سوال ششم جب قبل نکاح کے باپ نے یہہ شرط کر لی تھی کہ دختر ہماری گھر میں رہیگی اور شوہر نے اس شرط کو قبول و منظور کر لیا تو اب اس شرط کا ایفا ضروری ہے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے ان العھد کان مسئولا۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے عن عقبۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال احق ما اوفیتم من الشروط ان توفوا بہ ما استحللتم بہ الفروج رواہ البخاری اور یہی رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں ان مقاطع الحقوق عند الشروط ولك ما اشترطت انتہی۔

واللہ اعلم بالصواب

حررہ محمد عبد الرحمن عفی عنہ

سید محمد عبد السلام عفی عنہ	سید محمد ابو الحسن	محمد یوسف	ملطف حسین

سید محمد نذیر حسین

نمبر ۲ نقل جواب استفتاء معلومہ از علماء دیوبند

بعد غور کرنے عبارت سوال موجودہ سوال اول و دوم و سوم و پنجم و ششم کا ایک معلوم ہوتا ہے اور چہارم کا جدا۔ اس لیے دو جواب کافی ہیں۔ جب عورت کا باپ اسکو شوہر کے گھر جانے سے منع کرے اسمیں اطاعت ضروری نہیں ہے اور نہ ایسی شرائط بوقت نکاح کچھ مؤثر ہیں قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ عقوق والدین بڑا سخت گناہ ہے۔ لیکن اسکے اندر یہ شرط ہے کہ خلاف شرع پر والدین کا اصرار نہو اس پر اطاعت کرنی ضرور نہیں ہے پس عورت پر جو حقوق شرعاً شوہر کے ہیں اُس میں ماں باپ کی اطاعت ضرور نہیں ہے اور کچھ حقوق والدین ہیں اُس میں شوہر کی اطاعت ضروری نہیں مثلاً شوہر یوں کہے کہ تو اپنے ماں باپ سے مت مل اور مت کلام کر اسمیں شوہر کی اگر نہ مانے درست ہے اور اگر ماں باپ یوں کہیں کہ تو شوہر کے یہاں مت جا اس میں ماں باپ کی نہ مانے تو درست ہے کیونکہ اصل حق شوہر کا تو یہی ہے کہ اسکے گھر میں بلا حائل و دیگر ہے پس جہانتک کہ خلاف شرع نہو وہانتک اطاعت درست ہے ورنہ حد اطاعت درست نہیں ہے۔

(۲) عاق کرنیکا اثر بیٹا بیٹی پر کچھ نہیں ہے یعنی وہ بیٹا بیٹی ہی رہتے ہیں۔ اور جائداد سے حصہ برابر پاوینگے اور رسم عوام جہلا ہے یا ہنود کی ہے اور شرع شریف میں جیسے کہ دوسرے کی اولاد اپنی نہیں ہوتی ہے جسکو متبنیٰ کہتے ہیں

ایسے ہی اپنی اولاد سے رشتہ نہیں قطع ہوتا۔

محمد شفقت علی عفی عنہ — صحیح
مدرس مدرسہ عربی دیوبند — بندہ محمود عفی عنہ

محمد مصعب علی ۱۳۱۲

نمبر ۳ نقل جواب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی

اطاعت والدین کی اولاد پر مطلقاً فرض ہے خواہ متزوج ہو خواہ متصرف امور مباحہ میں نہ منکرہ میں لاطلاق قولہ تعالیٰ وبالوالدین احسانا الآیۃ قال فی جلالین ای براً انتہی وفی البیضاوی البر کل فعل مرضی انتہی قال فی المجمع فیہ حدیث نہی عن عقوق الامہات من عق والدہ اذا اذاہ وعصاہ وفی حدیثنا الاعتکاف البر فی الطاعۃ وبر الوالدین ضد العقوق وفی القاموس البر بالکسر الصلۃ والصدق والطاعۃ الی صحل الطاعت امر مشروع کی برو احسان ہے اور یہی فرض اولاد پر ہے اور احادیث وآیات اس میں کثیر ہیں اور بدون اطاعت کے بر تمام نہیں ہوتا ہے فقط واللہ اعلم۔

(۲) زوجہ پر زوج کی اطاعت بھی امور زوجیت میں فرض ہے اور سوائے اسکے مؤکد ہے نہ فرض لقولہ علیہ السلام ولو امرہا ان تنقل من جبل اصفر الی جبل اسود الخ ولقولہ علیہ السلام اذا دعا الرجل امراتہ الی فراشہ الحدیث وغیرہا من الاحادیث ولقولہ تعالیٰ الرجال قوامون علی النساء الآیۃ واللہ اعلم

(۳) بعد نکاح کے دختر پر اطاعت والدین کی مثل قبل نکاح کے باقی ہے کوئی حصہ ساقط نہیں ہوتا۔ لاطلاقات الآیات والاحادیث اور وجوب حق زوج کا مانع وجوب حق والدین کو نہیں ہے۔ جیسا والدہ کا حق والد کے حق کو مزاحم نہیں۔ اور والدین اگر زوج کی خدمت سے مثلاً منع کریں تو وہ معصیت ہے

اس میں اطاعت جائز نہیں لہذا کچھ تمانع نہیں حق تعالے کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور والد کا اور والدہ اور زوج سب کا حق ہو اطاعت ہے کوئی ایک دوسرے کا مزاحم نہیں۔ اپنے اپنے درجہ پر سب فرض ہیں سقوط کسی حصہ کا نہیں ہوتا فقط واللہ تعالے اعلم

(۴) والدین کی اطاعت زوج کی اطاعت پر اقدم واوکد ہے اگر والدین کسی امر غیر مشروع کو یا اتلاف دوسرے کے حق کا نہ کرتے ہوں کیونکہ یہ تقیید ہی اور یہا سوا اسکے کہ جو کچھ نصوص میں تاکید پر والدین کی ہے وہ زوج کے واسطے نہیں ہے۔ حدیث انت ومالك لابيك اور حدیث قال رجل من احق الناس بحسن الصحبۃ قال امك ثم امك ثم ابوك الخ احق الناس میں الف لام فرائد کر کے عام بنایا ہے جو زوج کو بھی شامل ہے اسیواسطے نووی شرح مسلم میں تحت اس حدیث کے لکھتے ہیں اجمعوا علی ان الام والاب آکد حرمۃ ممن سواھما والیہ فیہ ولحقوا الزوج والزوجۃ بالخادم انتھی اور آیت ان اشکرلی ولوالدیك الآیۃ اور دیگر آیات واحادیث سے صاف ظاہر ہے کہ حق والدین زوج سے مقدم ہے۔ اور عقل کا بھی یہی حکم ہے کہ والدین نے خصوصًا والدہ نے کسقدر خدمت والدین شفقت اٹھائی ہے۔ اور زوج کو سوائے حق قوام علی النساء ہونے اور ذمہ داری لفظ وغیرہ کے اور کچھ نہیں ہے اور اسکا اختیاری ہے سوائے الزوجین کے عند والدین کا حق صلہ رحم نہایت اوکد ہے پس اقدم والرجح عند التعارض امر بر وصلۂ والدین ہی ہیں۔ فقط۔ واللہ اعلم۔

(۵) عقوق ایذا و نافرمانی کا نام ہے پس اگر کوئی والدین کو ایذا دیوے اور نافرمانی کرے غیر مشروع تو خود بحکم شارع عاق ہے والدین کے عاق کرنے کی کیا ضرورت ہے اور کیا اسکا اثر ہے اور جو وہ امر معصیت یا کسی کے اتلاف

حق کا امر کرتے ہین اور اولاد نہین مانتی تو اس مین حق بجانب اولاد کے ہے لا طاعۃ
الخ نص شارع کی ہے۔ اس پر اگر عاق کرتے ہین تو محض بیہودگی اور لغو ہے بلکہ
خود والدین ہی گنہگار ہین ہرگز ولد عاق نہین پس در صورت ثانی تو عاق کا کوئی
اثر بھی نہین۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

(۶) اگر زوج کسی امر جائز کو زوجہ سے کراتا ہے جسمین پر شرعی والدین کا
فوت نہین ہوتا۔ تو زوجہ کو اسکو کرنا چاہئے اور والدین کے منع کو نہ مانے کہ یہہ امر
والدین کا معصیت ہے اور علی ہذا اگر والدین امر جائز کراوین اور زوج کے کسی امر
کو مانع نہین تو کرنا چاہئے اور زوج کے منع کو نہ مانے کہ یہہ منع زوج کا معصیت ہے
لا طاعۃ الخ اور جو امر زوج کا ایسا ہے کہ بر شرعی والدین کے خلاف ہے تو بھی نکرنا
چاہئے علی ہذا عکس اسکا غرض خلاف مشروع اور اتلاف حق مین کسیکا قول
نہ مانے البتہ اگر ایسا امر دائر ہو کہ دونو کی خدمت مثلاً ایک وقت مین وارد ہے
اور ایک دوسرے سے عاجز ہے تو ترجیح خدمت والدین کی ہے بسبب مقدم
ہونے بر والدین کے اطاعت زوج پر چنانچہ جواب سوم مین مذکور ہوا واللہ تعالےٰ اعلم۔

(۷) اس صورت مین نہ زوجہ کو بخانہ زوج رہنا چاہئے کیونکہ یہہ امر حقوق زوجیت
سے ہے کہ زوج جہان چاہے رکھے اپنے گھر لیجانے مین نفع از دواج حاصل ہوتا ہے۔
دوسرے کے گھر رہنے سے اسکو ضرر یا انتفاع بوجہ اتم نہین یا دوسری صنعت ہو
قال اللہ تعالےٰ الرجال قوامون علی النساء و اسکنوھن من حیث سکنتم الایۃ
کہ بدلالۃ النص مثبت مدعی ہے پس والدین کا بخانہ زوج سے منع کرنا جو حق زوج مین ہے
اور معصیت ہے اس امر کا ماننا عورت کو ہرگز جائز نہین ہے تا مل زوج کا امر قبول
کرے۔ اور اس سے ہرگز عقوق بجانب زوجہ عائد نہین ہو سکتا اور والدین کا
اس وجہ سے عاق کرنا لغو اور زبون بیہودگی خلاف شرع کے اور نہ یہہ شرط بھی

ان کی غیر مشروع ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اشترط شرطا لیس فی کتاب اللہ الخ پس اس شرط کا کچھ اعتبار نہیں فقط۔ واللہ اعلم

نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے قال الشافعی واکثر العلماء حمل الحدیث علی شرط لا تنافی مقتضی النکاح الخ اور حنفیہ بھی مسافرت کے مسئلہ میں ایسا ہی کہتے ہیں مگر جو سفر میں ضرر یا اور فتنہ ہو تو عدم شرط کو لازم کرتے ہیں نہ بوجہ شرط بلکہ بوجہ ضرر و فتنہ کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۸) روایات فقہا اس باب میں مختلف ہیں مگر اس زمانہ میں جو کچھ مختار اپنے اساتذہ کا ہے یہ ہے کہ اگر والدین اگرچہ مل سکتے ہیں تو زوجہ بدون اذن کے نہ جاوے البتہ اگر نوبت تقطیع رحم پہنچنے لگے تو اس وقت بدون اذن شوہر چلا جانا درست ہے کہ قطع رحم حرام ہے اور معصیت میں اطاعت درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۹) اور یہ معلوم ہوا کہ اس وقت فساد میں خروج زوجہ بدون اذن درست نہیں اور اطاعت زوج کی ایسے امر میں ضرور ہے ولتطیعہ اذا امر حکم حدیث کا ہے البتہ در صورت لزوم قطع رحم امتثال امر نہیں چاہئے اور والدین اگر ملنے کو آویں تو مکان شوہر میں دخول انکا بدون اذن شوہر کے درست نہیں قال علیہ السلام ولا تاذن فی بیتہ الا باذنہ البتہ باہر سے بات کر سکتے ہیں اور دیکھ سکتے ہیں اور زوج اس ملاقات سے منع نہیں کر سکتا کہ قطع رحم اور حرام اور معصیت کا ماننا زوجہ کو ممنوع ہے واللہ اعلم۔

(۱۰) اس صورت میں خدمت والدین کی مقدم ہے خدمت زوج کو موخر رکھے اور والدین کی خدمت کرے انکا حق مقدم ہے چنانچہ جواب اس کا سابق سے واضح ہو گیا فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی۔

جواب دیگر از مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی

اطاعت والدین کی امور مباحہ میں جنمیں کسی کے حقمیں جور نہ ہو اور معصیت نہو سب پر فرض ہے خواہ مرد ہو خواہ عورت منکوحہ یا غیر منکوحہ لقولہ تعالے ان اشکر لی ولوالدیک الآیۃ اور جسمیں حق تلفی زوج کی ناحق ہووے وہ حرام ہے لقولہ علیہ السلام لا طاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق اور ظلم کرنا حق ذی حق میں بھی معصیت ہے پس بعد نکاح کے دختر کو شوہر کی اطاعت بھی کرنا لازم ہے مگر حق والدین اوکد ہے سو جس صورت میں زوج محتاج اپنی حاجت کا ہو اور والدین عاجز کسی حال مستغنی خدمت دختر سے ہوں تو خدمت والدین مقدم ہووے گی ورنہ شوہر کی خدمت میں حاضر رہے۔ اور عاق کرنا کوئی امر شرعی نہیں لغو اور غلط عوام ہے اگر اطاعت موافق حکم شرع کے کرتی ہے اور نافرمانی والدین کی غیر مشروع میں کرتی ہے اور زوج کی خدمت شرعیہ کرتی ہے اور اس سے والدین ناراض ہو کر عاق کریں تو کچھ اصل اسکی نہیں والدین خود عاصی ہووینگے اور دختر ہرگز عاق عند اللہ تعالے نہ ہووے گی۔ بلکہ رضاء والدین سے ایسا کام کرنا موجب معصیت و نافرمانی حق تعالے کا ہووے گا البتہ اگر نافرمانی والدین کی مباحات غیر جور حق زوج میں کرے تو عاق ہے من اللہ تعالے نہ والدین کے کرنے سے کہ اثر اسکا عذاب کا ہونا اور دنیا میں سزا کا ملنا ہے نہ حرمان میراث جیسا عوام میں مشہور ہے پس اگر زوج اپنی زوجہ کو امر مشروع و مباح کرنیکو کہتا ہے تو اس کو اطاعت واجب ہے۔ لقولہ علیہ السلام ولو امرھا ان تنقل من جبل اصفر الی جبل اسود ومن جبل اسود الی جبل ابیض کان ینبغی لہا ان تفعلہ الحدیث کذا فی المشکوۃ ولقولہ علیہ السلام ولا تخالفہ فی نفسہا ولا مالہا بما یکرہ الحدیث

اور والدین اگر ایسے کام سے منع کریں تو نہ مانے کیونکہ یہ منع والدین کا نصیحت ہے اور
جو حق زوج میں ہے اور والدین کے اس امر کو ماننا گناہ ہے اور نہ ماننا عقوق نہیں
بلکہ والدین خود عاصی ایسے منع سے ہیں چلے ہذا اگر بعد نکاح کے شوہر اپنے گھر لیجانا
ہے تو عورت پر شوہر کے گھر جانا واجب ہے۔ اور باپ کے منع کو ہرگز نہ ماننے کہ امر باپ کا خلاف
حکم حق تعالے کے ہے قال اللہ تعالی اسکنوھن من حیث سکنتم الآیۃ وقال
علیہ السلام ولا تخالفہ فی نفسہا و مالہا الحدیث پس اس صورت سوال میں کہ
والد کسی طرح محتاج خدمت نہیں اور دختر کو خانہ زوج سے منع کرتا ہے ظلم کرتا ہے عورت
کو واجب ہے کہ نہ مانے اور زوج کے گھر جاوے باقی شرط کر لینا بدر کا کہ دختر ہمیشہ
میرے گھر رہیگی یہہ شرط خلاف مقتضائے عقد نکاح کے ہے قال علیہ السلام
کل شرط لیس فی کتاب اللہ فھو باطل الحدیث لہذا اسکا وفا کرنا زوج پر ضرور
نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ　　رشید احمد

نمبر ۴ نقل جواب مولوی محمد ارشاد حسین صاحب

جواب سوال اول۔ اطاعت والدین کی بیٹا بیٹی پر شوہر دار ہو یا غیر شوہر دار
فرض ہے اور فرضیت اسکی ثابت ہے نص قطعی سے قال اللہ سبحانہ وتعالے
وقضی ربک ان تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا قال فی معالم التنزیل
ای امر ربک واوجب قال فی روح البیان ای امر کل مکلف امرا مقطوعا
بہ فاھم الواجبات بعد التوحید احسانھما انتہی وقال الخطیب فی السراج المنیر تحت
قولہ تعالی ووصینا الانسان بوالدیہ ای امرناہ ان یبرھما ویطیعھما ویقوم بھما
انتھی اور حدیث کثیرہ بھی اسی باب میں وارد ہیں رضا الرب فی رضا الوالد وسخط

الرب فی سخط الوالد ویکرہما جنتک ونارک لیکن اطاعت مخلوق میں خواہ والدین ہوں یا غیر ان کے یہہ امر شرط ہے کہ معصیت الٰہی نہو ورنہ معصیت الٰہی میں اطاعت کسی کی جائز نہیں فاذا امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ متفق علیہ ولا طاعۃ فی معصیۃ انما الطاعۃ فی المعروف متفق علیہ پس جب بیٹی شوہر دار ہوجاتی ہے اور اطاعت شوہر اسپر فرض ہوجاتی ہے اسحالت میں اسپر اطاعت والدین کی ان امور میں جو مخالف اطاعت مفروضہ شوہر کی ہوں فرض کیا مباح بہی نہیں کما سیجئی مفصلا فی الاجوبۃ الاٰتیۃ۔

جواب سوال دوم۔ اطاعت شوہر کی زوجہ پر فرض ہے اور دلیل فرضیت اس کی اولاً آیات متعددہ منجملہ ان کے ولہن مثل الذی علیہن بالمعروف وللرجال علیہن درجۃ قال الامام الرازی فی تفسیرہ فاعلم ان اللہ تعالے لما بین انہ یجب ان یکون المقصود من المراجعۃ اصلاحہا لا ایصال الضرر الیہا بین ان لکل واحد من الزوجین حقا علی الاخر وان الزوج کالراعی والامیر والزوجۃ کالمامور والرعیۃ فیجب علی الزوج بسبب کونہ امیرا وراعیا ان یقوم بحقہا و مصالحہا ویجب علیہا فی مقابلۃ ذلک اظہار الانقیاد والطاعۃ للزوج انتہی مختصرا فی التفسیرات الاحمدیۃ فی قولہ تعالی ولہن مثل الذی علیہن بالمعروف ایماء الی حقوق کل من الزوج والزوجۃ علی الاخر فحقوق الزوج علی الزوجۃ الخدمۃ والادب وترک الاعتراض علیہ وامتثال اوامرہ بالکلیۃ وانقیادہا لہ وترک المنع من الوطی متی شاء وکیف شاء انتہی ثانیاً احادیث کثیرہ صحیحہ منجملہ ان کے حدیث ترمذی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المراۃ ان تسجد لزوجہا اور حدیث امام احمد جو مشکوۃ میں ہے لو کنت امرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المراۃ ان تسجد لزوجہا

ولو امرها ان تنتقل من جبل اسود الی جبل ابیض کان ینبغی لها ان تفعل انتہی اور حدیث بیہقی مرویہ فی المشکوٰۃ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ لا تقبل لهم صلوٰۃ ولا تصعد لهم حسنۃ العبد الآبق حتی یرجع الی موالیہ فیضع یدہ فی ایدیهم والمراۃ الساخط علیها زوجها والسکران حتی یصحو انتہی۔

جواب سوال سوم۔ اولاً عورت پر اطاعت والدین مطلقاً فرض نہیں۔ اس کے بعد اطاعت شوہر بعد شوہر دار ہو جانے کے فرض ہوئی والدین اپنی علیہما ثانیاً توجن امروں میں اطاعت والدین منافی اطاعت شوہر ہوگی ان امروں میں بمقتضائے احادیث سابقہ وحدیث صحیح لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق کے اطاعت والدین ساقط ہو جاویگی اور باقی میں باقی رہیگی قال الامام الغزالی فی الاحیاء النکاح نوع رق فهی رقیقۃ لہ فعلیها طاعۃ الزوج مطلقاً فی کل ما طلب منها فی نفسها مما لا معصیۃ فیہ وقد ورد فی حق الزوج علیها اخبار کثیرۃ قال صلی اللہ علیہ وسلم ایما امراۃ ماتت وزوجها عنها راض دخلت الجنۃ وکان رجل قد خرج الی سفر وعهد الی امراتہ ان لا تنزل من العلو الی السفل وکان ابوها فی الاسفل فمرض فارسلت المراۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تستاذن فی النزول الی ابیها فقال صلی اللہ علیہ وسلم اطیعی زوجک فمات فاستامرتہ فقال اطیعی زوجک فدفن ابوها فارسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخبرها ان اللہ تعالی قد غفر لابیها بطاعتها لزوجها وقال الامام الرازی فی التفسیر الکبیر واذا ثبت فضل الرجل علی المراۃ ظهر ان المراۃ کالاسیر العاجز فی ید الرجل ولهذا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استوصوا بالنساء خیراً فانهن عندکم عوان۔

جواب سوال چہارم - جن امروں میں اطاعت زوج کی اور پدر کی فرض ہے
ان میں اطاعت شوہر کی مقدم ہے اور اطاعت والدین ساقط ہو جائے گی باقی امور میں کما
ظہر من الاحادیث والروایات المذکورۃ سابقا۔

جواب سوال پنجم - عقوق پسر و دختر دونوں میں متعلق ہے معنے عقوق
کے نافرمانی غیر معصیت میں اور ایذا رسانی کے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الکبائر الاشراک باللہ وعقوق الوالدین الحدیث اور اثر عقوق کا فاسق ہو جانا
ہے عاق کا جب تک توبہ نہ کرے۔

جواب سوال ششم - ایسی حالت میں عورت کو اطاعت شوہر کی
لازم ہے نہ اطاعت پدر کی کما ظہر من الاحادیث والروایات المنقولۃ
آنفا اور اس حالت میں نافرمانی پدر کی حق دختر میں عقوق شرعی نہیں ہے اس
واسطے کہ نافرمانی شوہر کی معصیت ہے اور حرام اور پدر اسکا امر کرتا ہے اس معصیت
و حرام کا پس معصیت میں اطاعت والدین کی فرض کیا مباح بھی نہیں والدلیل
علیہ قد مر آنفا اور اول جوابات سے جواب باقی سوالات کا بھی ظاہر ہو گیا یعنی
جب اطاعت شوہر مقدم ہوئی اطاعت پدر پر تو اس خواہش پدر میں کہ دختر ہمارے گھر رہے
مخالف مرضی شوہر کے دختر کو اتباع شوہر کرنا ہوگا اور باپ کو شرط کرنا بوقت نسبت کے
لغو ہے اور مخالف ہے مقتضائے عقد کے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کل شرط لیس فی کتاب اللہ فھو باطل اور زیارت والدین میں اذن شوہر کی حاجت
ہے اور عورت خلاف مرضی شوہر کے مکان شوہر سے مکان والدین میں نہیں جا سکتی
اور درصورت بیماری شوہر و پدر کے عورت کو خدمت شوہر خدمت پدر الا باجازت شوہر
[illegible] واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب

[illegible]

خلاصہ مضمون خط مولوی ارشاد حسین صاحب بجواب سوال ثانی

آنچہ بعض اہل علم بر فرضیت اطاعت والدین از آیۂ کریمہ وبرا بوالدیہ ولم یکن جبارا عصیا وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا استدلال کردہ اند بنظر راقم این استدلال صحیح نیست چہ ہر دو آیت در بیان حال حضرت یحیی و عیسی علیہما السلام وارد شدہ است و از [illegible] دربیان صفات این ہر دو حضرات صفت بر و احسان بوالدہ شان بیان فرمودہ اند و ازین بیان لازم نیست کہ این صفت شان بطور فرضیت بود. بران حضرات [illegible] ممکن است کہ بطریق ندب باشد واللہ سبحانہ تعالی اعلم

نمبر ۵ نقل جواب مولوی عبد اللہ صاحب

سوال اول۔ اطاعت ماں باپ کی بیٹا بیٹی پر فرض ہے یا واجب یا مستحب۔

جواب سوال اول۔ اطاعت و تابعداری والدین کی بعضے امور میں فرض اور بعض میں مستحب اور بعض میں ممنوع لیکن تابعداری جن امور میں والدین کی فرض و واجب ہے وہ یہ ہے کہ والدین کو اذیت قولی و فعلی نہ دینا کیونکہ یہ عقوق ہے یعنے نافرمانی جس کی بڑی [illegible] آئی ہے اور نان و نفقہ انکو دینا بشرطیکہ وہ مفلس ہوں اور بہی خدمت گذاری کرنا وقت احتیاج انکی کے اور عقوق یعنی نافرمانی والدین کی اور اذیت دینی انکو قولی یا فعلی گناہ کبیرہ ہے اور مرتکب اس گناہ کا دوزخ میں داخل ہوگا بلکہ بعض حدیثوں میں وارد ہے کہ اگر والدین حکم کریں بیٹا کو کہ طلاق اپنی بی بی کو دے تو چاہیے بیٹا کو کہ بی بی کو طلاق دیدے بلکہ یہہ بہی ثابت ہے کہ والدین کو نصیحت پیش آئے اور مہربانی کرے نہ تف کرے انکے آگے وہ ماں باپ مسلم ہوں یا کافر سورۂ بقرہ میں ہے واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لا تعبدون الا اللہ وبالوالدین احسانا الخ اور سورۂ نسا میں ہے واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا الخ اور سورۂ انعام میں ہے قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا

احسانا الخ معالم التنزیل اور خازن وغیرہ نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے وقرن
علیکم ووصاکم بالوالدین احسانا اور تفسیر مدارک نے سورہ نساء کی تفسیر میں لکھا ہے
واحسنوا الیہما احسانا بالقول والفعل والانفاق علیہما عند الاحتیاج اور
دوسرے رکوع بنی اسرائیل میں ہے لا تجعل مع اللہ الٰہا اٰخر فتقعد مذموما
مخذولا وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اور سورہ عنکبوت میں ہے
ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا الخ اور سورہ لقمان میں ہے ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ الخ اور سورہ
احقاف میں ہے ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ امہ کرہا الخ عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الکبائر الاشراک باللہ وعقوق الوالدین الخ رواہ البخاری مشکوۃ میں ہے عن معاذ قال اوصانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بعشر کلمات قال لا تشرک باللہ شیئا وان قتلت وحرقت ولا تعقن والدیک
الخ عن ابی الدرداء ان رجلا اتاہ فقال ان لی امراۃ وان امی تامرنی بطلاقہا فقال
ابو الدرداء سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الوالد اوسط ابواب
الجنۃ فان شئت فحافظ علی الباب او ضیع رواہ الترمذی وابو داؤد وعن ابن عمر
قال کانت تحتی امراۃ احبہا وکان عمر یکرہہا فقال لی طلقہا فابیت فاتی
عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلک لہ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم طلقہا رواہ الترمذی وابو داؤد وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من اصبح مطیعا للہ فی والدیہ اصبح لہ بابان مفتوحتان
من الجنۃ الخ رواہ البیہقی فی المشکوۃ عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ منان ولا عاق ولا مدمن الخمر رواہ النسائی والدارمی
فی المشکوۃ قال ابو اللیث السمرقندی فی تنبیہ الغافلین عن زید بن علی عن
ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو علم اللہ شیئا من
العقوق فلیعمل العاق ما شاء ان یعمل فلن یدخل الجنۃ

ولیعجل الیاء ما شاء ان یعجل فلا یدخل النار اور درمختار میں ہے مطبوعہ مجتبائی ص ۱۰۹۶
صلة الرحم واجبة ولو كانت بسلام وتحية وهدية ومعاونة ومجالسة ومكالمة وتلطف
واحسان ويزورهم غبا ليزيد حبا بل يزور اقرباءه كل جمعة او شهر ولا يرد حاجتهم لانه من القطيعة
في الحديث ان الله يصل من وصل رحمه ويقطع من قطعها وفي الحديث صلة الرحم تزيد في
العمر اور حجة الله البالغة میں ہے قال صلى الله عليه وسلم من اكبر الكبائر عقوق الوالدين وبرهما ان يتم
يامر لاطعام والكسوة والخدمة ان احتاجا واذا دعاه الولد اجابهما واذا امراه اطاعهما ما لم يامر بمعصية
ويمشي ورائهما ويكلم معهما بالكلام اللين ولا يقول لهما اف ولا يدعوهما باسمهما ويمشي خلفهما ويذب عنهما
من اغتابهما او ويوقرهما في مجلسه ويدعو لهما بالمغفرة اور مصفی میں ہے قال الله تعالى وبالوالدين
احسانا وقال وصاحبهما في الدنيا معروفا فمن المعلوم انه ليس من الاحسان ولا من المصاحبة
بالمعروف ان يتوجعا والولد في عيش السي ہی ہدایہ شرح وقایہ و درمختار وغیرہ میں ہے ولکن
تابعداری والدین کی اول امور میں کہ مستحب ہے برتاؤ ان امور ہمراہ ان دونوں کے جیسا کہ روپیہ پیسا اور کپڑا اتنا و
اشیاء میں گزرانا وغیرہ سے انکی خدمت کرنا بشرطیکہ وہ لوگ اسکی محتاج ہوں مگر ان کی رضا کے
واسطے اور دعا خیر لینے کیواسطے اسیطرح جو خدمت اولاد پر فرض و واجب نہیں ہے وہ خدمت والدین کی بجا لانا
واسطے رضامندی حاصل کرنے کی بشرطیکہ وہ خدمت خلاف شرع شریف کے نہ ہو دوسری تابعداری والدین کی جو حرام
ہے وہ یہ ہے کہ جنکی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے جیسا کہ واسطے رضا والدین کے خدا تعالی کی ذات و
صفات میں شک کرنا یا کسی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کرنا یا حقیر جاننا یا کسی گناہ کی بابت والدین
کی تابعداری کرنا جیسا کہ چوری کرنا یا رشوت لینا شراب پینا سود کھانا نماز نہ پڑھنا صلوۃ و صوم حج فرض چھوڑنا اور اطاعت
و تابعداری کی قسمیں ثابت ہیں تو بیٹا بیٹی ہر دو برابر ہیں یعنی جن امور میں تابعداری والدین کی بیٹا پر فرض اور
واجب ہے ان امور میں بیٹی پر بھی فرض و واجب ہے اور جن امور میں تابعداری والدین کی بیٹا پر مستحب ہے ان امور
میں بیٹی پر بھی مستحب ہے اور جن امور میں بیٹا کو تابعداری والدین کی حرام ہے ان امور
میں بیٹی کو بھی تابعداری والدین کی بھی حرام ہے۔۔

یا [illegible] آسیہ بیوہ